سنّیت کیا ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

کل پاکستان سنی کانفرنس چوک اعظم - لیہ میں
مفکر اسلام علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
کا فکر انگیز تاریخی خطاب

سنیت کیا ہے؟

ترتیب و تحشیہ

پروفیسر محمد یوسف صابر نقشبندی

ناشر
منہاج القرآن علماء کونسل ضلع فیصل آباد

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب ———— سنیت کیا ہے؟

خطاب ———— پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب ———— پروفیسر محمد یوسف صابر نقشبندی

اشاعت بار اول ———— دسمبر ۱۹۹۶ء

کمپوزنگ ———— ورڈ میکرز مزنگ چونگی لاہور

تعداد ———— گیارہ سو

مطبع ———— ایم۔ایس اشتیاق پرنٹرز

قیمت ———— ۱۲ روپے

تقسیم کار

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

فون ۶۲۶۰۳۶

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز ۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

فون ۷۳۱۳۸۸۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّم دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ

وَالفَرِیقَینِ مِن عُربٍ وَّمِن عَجَمِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

ترتیب

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حرف آغاز	1	صحابہ کرام اور کفار کا انداز فکر	15
مرکز ایمان	4	سنی اور غیر سنی کا فرق	16
نبوت کی دو جہتیں	4	منشائے خداوندی	16
جہت فضیلت	4	ذکر فضیلت و مثلیت کا مقصد	17
جہت مثلیت	5	بشریت، نورانیت اور حقیقت	19
ایک مثال	6	فکر کے دو زاویے	20
پیکر نبوت کی عظمت	7	ایک مناظرہ	22
اسلوب قرآنی کی چند مثالیں	8	سنیت کیا ہے؟	22
اصول قرآن	11	عبدیت اور محبوبیت	23
پانچ گروہ	12	علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ	27
کافرین	12	صحابہ کرام کا عقیدہ	28
مشرکین	13	گستاخوں کے قتل کا حکم	31
منافقین	13	نماز اور ادب مصطفیٰ	31
مداہنین	14	ایمان کا امتحان	32
مومنین	14	اتحاد اہل سنت کا فارمولا	32
امتیازی علامت	14		

حرف آغاز

مسلمان کسی فرقے یا گروہ کا نام نہیں۔ پہچان دور حاضر کی کسی شخصیت، شہر یا علاقے کے حوالے سے نہیں بلکہ فرمان نبوی ﷺ ما انا علیہ اصحابی کی رو سے صرف دو باتوں سے ممکن ہے۔

ایک --- سنت کی پیروی اور دوسرے ---- جماعت سے وابستگی۔ اسی لئے اسلام کو سنیت اور اہل اسلام کو اہل سنت و جماعت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اہل سنت و جماعت نے ہر دور میں سواد اعظم کا کردار ادا کیا۔ ہاں جب کبھی انہوں نے تمسک بالسنہ یا تعلق بالجماعة میں کمزوری دکھائی۔ مختلف افکار و عقائد کے حامل فرقوں نے سر اٹھانا شروع کردیا اور بعض اوقات اپنی منظم قوت کے بل بوتے پر اہل سنت کے مقابلہ میں نمایاں گروہ بن کر ابھرنے لگے اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ شاید اہل اسلام مختلف گروہوں اور فرقوں کا نام ہے اور اہل سنت و جماعت بھی انہی جیسا ایک فرقہ ہے۔

آجکل اہل اسلام کچھ ایسی ہی صورتحال سے دوچار ہیں۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ خود سواد اعظم اہل سنت اپنے آپ کو ایک فرقہ خیال کرنے لگے ہیں۔ گویا متاع کارواں کے لٹنے کے ساتھ ساتھ احساس زیاں کی دولت بھی چھیننے لگی ہے۔

اللہ تعالٰی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس دور انتشار میں 'تحریک منہاج القرآن نے منزل کی نشاندہی کرکے کاروان سنیت کی حدی خوانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اہل سنت کے احساس خودی کو بیدار کرنے میں اہم

کردار ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے اہل سنت کو پھر سے سواداعظم بنانے کے لئے ایک منظم لائحہ عمل مرتب کیا ہے۔ انہوں نے تحریک منہاج القرآن کی شکل میں بہترین تنظیم اور قوت عمل کی حامل تحریک دی ---- انہیں انقلابی لٹریچر دیا ---- نظام تعلیم و تربیت دیا ---- نظام دعوت و تبلیغ دیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں ایک منزل شناس فکر سے نوازا۔

قائد انقلاب کے پیغام اور تنظیم و تحریک کی بنیاد صرف اور صرف ذات مصطفیٰ ﷺ سے سچی محبت اور والہانہ وابستگی پر قائم ہے ---- اور یہی ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ اور یہی سنیت کی پہچان ہے ---- وہ اہل سنت کو ایک فرقہ کی بجائے ملت واحدہ دیکھنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ----

چوک اعظم ضلع لیہ میں سنی اتحاد کے لئے سنی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تو قائدانقلاب اپنا پیغام اتحاد و انقلاب لے کر وہاں پہنچے اور عوام اہل سنت کے دلوں پر براہ راست دستک دی۔ زیر نظر کتابچے میں قائد انقلاب کے اسی خطاب کو تحریری صورت میں مرتب کرکے شائع کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے سنیت کے صحیح مفہوم اور اہل سنت کے صحیح مقام کو سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی اور رحمتہ اللعالمین' روح کائنات' عالم ماکان وما یکون' محبوب خدا ﷺ کے عشق کا دم بھرنے والی یہ منتشر قوم' پھر اس مقدس نام پر جمع ہو جائے گی۔

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

محمد یوسف صابر
اسسٹنٹ پروفیسر
گورنمنٹ اسلامیہ کالج فیصل آباد

نحمده ونصلی ونسلم علٰی رسوله الکریم الرؤف الرحیم' اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ تلک من انباء الغیب نوحیها الیک ما کنت تعلیم ولا قومک قبل هذا فاصبر ان العاقبة للمتقین صدق اللّٰہ العلی العظیم۔

محترم المقام مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی دامت برکاتہم ! محترم المقام پیر طریقت حضرت خواجہ فقیر محمد باروی دامت برکاتہم با جملہ علماء کرام ! قائدین و رہنمایان قوم ! معزز حاضرین و عزیزان گرامی ! اللہ رب العزت کا شکر ہے جس کی توفیق سے آج ہم چوک اعظم کی اس عظیم الشان سنی کانفرنس میں حاضر ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے نعلین پاک کا یہ تصدق ہے جس کی بنا پر اہل سنت کے اتحاد' احیاء' تقویت' فروغ اور عظمت کی بحالی کی یہ کوشش محترم فقیر محمد باروی نے کی ہے۔ اس پر میں انہیں اور ان کے جملہ رفقاء کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ جل مجدہ کے حضور یہ عاجزانہ التماس ہے کہ وہ اس مخلصانہ کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے ایک سلسلہ خیر بنا دے جو اپنے نیک انجام اور نیک نتیجہ تک پہنچے۔

آج کی اس مجلس میں جس موضوع پر میں چند کلمات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ''شان نبوت محمدی ﷺ اور سنیت''۔ اہل سنت و جماعت کا تذکرہ آپ نے کثرت سے سنا۔ میں اس وقت یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ---- جس کو عرف عام میں سنیت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے' اور جس کے حوالے سے آج کی اس کانفرنس کو ''سنی کانفرنس'' کا نام دیا گیا ہے ---- کیا ہے؟ اس عقیدہ کی اہمیت اور پہچان' شان محمدی ﷺ کے حوالے سے کیا ہے؟ اور گفتگو کے

اختتام پر اس بات کی طرف اشارہ بھی کردوں گا جس کا ذکر کم و بیش ہر مقرر' ہر قائد' ہر بزرگ اور ہر سنی عالم دین نے' اپنی تقریر میں' بڑے درد دل کے ساتھ کیا ہے۔

مرکز ایمان

حاضرین محترم! ہمارے ایمان کا مرکز و محور نبوت محمدی ﷺ ہے۔ عقیدۂ توحید' عقیدۂ آخرت' دیگر رسولوں' کتابوں اور ملائکہ پر ایمان' حتیٰ کہ ایمان اور اسلام کے جملہ ارکان کا اعتبار اور قبولیت حضور نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان کے صحیح ہونے پر منحصر ہے۔

نبوت کی دو جہتیں

نبوت کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک جہت فضیلت اور دوسری جہت مثلیت' فضیلت سے مراد ایسی خوبیوں کا ہونا جن کی وجہ سے انسان دوسروں سے افضل' جدا' منفرد اور بلند سمجھا جائے اور مثلیت سے مراد ایسی صفات' علامات اور احوال ---- جنہیں دیکھ کر لوگ اسے اپنے جیسا سمجھیں۔ نبوت اور رسالت میں بہ یک وقت یہ دونوں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ فضیلت میں عروج ہوتا ہے اور مثلیت میں نزول۔

جہت فضیلت

حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کی فضیلت کی نشاندہی کرتے ہیں مثلاً

---- آپ نے انگشت مبارک اٹھائی اور چاند دو ٹکڑے کردیا۔(۱)

---- دست اقدس اٹھایا اور ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹ دیا' تاکہ سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نماز عصر ادا کرسکیں۔" (۲)

---- آپ ﷺ نے صحرا میں جاتے ہوئے ایک اعرابی سے فرمایا کہ مجھ پر ایمان لے آ۔ اس نے کوئی دلیل مانگی تو فرمایا کہ اپنے اردگرد نظر دوڑا اور دیکھ کر بتا کہ کس سے دلیل مانگتا ہے؟ کس کو گواہ پیش کروں؟ اس نے چاروں طرف دیکھا ---- دور کیکر کا

ایک درخت کھڑا نظر آیا اس کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا اسی کیکر سے اپنے نبی ہونے کی گواہی دلا دوں؟ اس نے کہا دلا دیں۔ آپ نے اس کو اشارہ کیا تو کیکر کا درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا اور آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے آگے سجدہ ریز ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اس نے کلمہ پڑھ لیا (۳) یہ اور اس طرح کے بے شمار واقعات فضیلت کے امور ہیں۔

جہلت مثلیت

اور مثلیت کیا ہے؟

حضور علیہ الصلوۃ والسلام رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے ---- آپ نے کھانا کھایا ---- دوران تبلیغ اور میدان جہاد میں آپ کو پتھر لگے ---- رخسار مبارک زخمی ہوئے ---- خون مبارک گرا ---- ان حالات میں آپ نے صحابہ کرام کے ساتھ زندگی بسر فرمائی ---- یہ جو عام انسانی ماحول کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ اس پہلو کو مثلیت کہتے ہیں۔

اب ایک عام شخص دیکھتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ حضور نے شادی کی ہم بھی شادی کرتے ہیں ---- آپ نے کھانا کھایا' ہم بھی کھاتے ہیں ---- اور نادانی کے سبب یہ خیال کرتا ہے کہ شاید آپ ﷺ ہم جیسے ہیں ---- لیکن اہل ایمان کا سوچنے کا انداز اس سے مختلف ہوتا ہے۔ چنانچہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا وصال ہو گیا تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زاروقطار روتے ہوئے عرض کرنے لگے کہ آقا! آپ کا ہم پر کتنا کرم تھا کہ آپ عرشی تھے اور ہم جیسے خاکیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ عرشوں پر چلنے والے تھے اور ہمارے ساتھ سفر و حضر میں وقت گزارتے تھے!

نبوت ---- فضیلت اور مثلیت' دو شانیں جمع کرنے کا نام ہے۔ جس میں فقط فضیلت ہو مثلیت نہ ہو وہ ذات نبی نہیں اور جس میں فقط مثلیت ہو فضیلت نہ ہو وہ بھی نبی نہیں ---- نبی کے لئے لازم ہے کہ اس میں فضیلت کے امور بھی ہوں اور ظاہری مثلیت کے امور بھی۔

ایک مثال

اس بات کو قرآن پاک کے حوالے سے مزید واضح کرنے سے پہلے۔ ایک مثال ذہن میں رکھ لیجئے تاکہ بات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

فرض کریں آپ کو کسی بڑے افسر سے کوئی کام پڑ گیا۔ آپ اس کے پاس رات کو گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ باہر نکلا اور بڑے متکبرانہ نداز سے پوچھا: کیا کام ہے؟" آپ نے کہا: جناب! یہ چھوٹا سا مسئلہ ہے بچے کی نوکری کا۔ مہربانی فرما کر میری اس درخواست پر دستخط فرما دیجئے۔ اس نے کھڑے کھڑے دستخط کردیے اور کہا: جایئے' یہ وقت آنے کا نہیں ایسے بے وقت نہ آیا کریں۔" اس نے آپ کا کام تو کر دیا مگر آپ کی خیریت نہیں پوچھی اور بے تکلفی نہیں دکھائی۔ آپ واپس آئے تو دوستوں نے پوچھا کہ آپ ایک بڑے آدمی کے پاس گئے تھے بتاؤ اسے کیسا پایا؟ آپ نے کہا بھئی واقعی بڑا آدمی ہے۔ جیسا سنتے تھے ویسا ہی ہے۔ اس کی گردن اکڑی ہوئی تھی۔ ماتھے پر بل تھا۔ کوئی چائے پانی بھی نہیں پوچھا لیکن کام کر دیا۔ آدمی رحم دل اور اچھا ہے۔ آپ کے ذہن میں بڑے آدمی کا ایک نقشہ آگیا کہ بڑا آدمی اس شخص جیسا ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو کسی اس سے بھی بڑے شخص یا افسر سے کوئی کام پڑ گیا۔ آپ اس کے پاس رات کے گیارہ بارہ بجے پہنچے۔ گھنٹی دی' وہ باہر آیا۔ آپ کو سلام کیا اور پوچھا کیسے تشریف لائے؟ آپ نے مدعا بیان کیا۔ اس نے کہا: اچھا ٹھہریے۔ اس نے دروازہ کھولا آپ کو ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور پوچھا ٹھنڈا پئیں گے یا گرم؟ آپ گھبرائے ہوئے ہیں کہ یہ تو اس سے بھی بڑا شخص ہے کہیں جھڑک نہ دے۔ مگر اس نے بٹھا لیا اور آپ کو اپنے ہاتھ سے چائے کا کپ پیش کیا۔ آپ چائے پی چکے تو اس نے کہا: اب حکم فرمایئے کیا ماجرا ہے؟ آپ نے درخواست نکالی اس نے دستخط کردیے اور کہا: اس کے علاوہ کوئی اور خدمت میرے لائق؟ آپ نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس نے کہا کوئی بات نہیں۔ جب بھی کام ہو' دن ہو یا رات' بے دھڑک آجایا کریں۔ میں آپ کا خادم ہوں۔ آپ کا بھائی ہوں اور آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔ اس

کے اس انداز گفتگو سے آپ کا سارا خوف جاتا رہا۔ جھجک دور ہو گئی اور بڑے آدمی سے ملنے کا سارا ڈر ختم ہو گیا۔ مجانست' باہمی محبت اور ہم جنسی کا ایک ماحول پیدا ہو گیا۔ آپ اس کو بھائی سمجھنے لگے اور اس کے قریب ہو گئے۔

اب آپ واپس آئے تو آپ سے دوستوں نے پوچھا کہ آپ تو پہلے سے بہت بڑے آدمی کے پاس گئے تھے۔ کہئے کیسا پایا؟ اب اگر آپ یہ جواب دیں کہ سنتے تو تھے کہ بڑا آدمی ہے مگر ملاقات پر معلوم ہوا کہ وہ تو میرا بھائی بلکہ خادم ہے کیونکہ اس امر کا اقرار اس نے خود اپنی زبان سے کیا۔ تو آپ ہی بتائیے کہ آپ کی اس سوچ پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ اگر آپ نے اس کے اس طرز عمل سے یہ سمجھا کہ وہ بڑا ہی نہیں تو آپ کو پتہ ہی نہیں کہ بڑا ہوتا کون ہے! آپ کو بڑائی کی پہچان ہی نہیں۔ کہ آپ نے تو اکڑی ہوئی گردن' ماتھے کے بل اور بد خلقی کو بڑائی کی علامت سمجھ لیا۔ حالانکہ وہ شخص پہلے آدمی سے بہت بڑا ہے مگر آپ کے ذہن سے خوف اور ڈر کو ختم کرنے کے لئے وہ بڑائی کی کرسی سے اتر کر آپ کے ساتھ آکر بیٹھا تاکہ آپ کے اور اس کے درمیان غیریت' خوف اور جھجک نہ رہے بلکہ محبت اور پیار پیدا ہو جائے اور جب بھی آپ کو کوئی ضرورت پڑے تو بے دھڑک اس کے پاس آ جایا کریں۔ اس کی اصل بڑائی یہ تھی کہ اس نے بڑا ہو کر بھی آپ کو اپنا بڑا ہونا نہیں دکھایا۔

پیکر نبوت کی عظمت

انسانی زندگی میں بڑائی کے اس فرق کو سمجھ لینے کے بعد' کتنی نادانی اور ناسمجھی ہے اس شخص کی' جو پیکر نبوت کی عظمت کو نہ دیکھے اور صرف آپ کی مثلیت پر نظر رکھے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی وہ عظیم ذات ---- جسے دیکھنے کے لئے سدرۃ المنتہی پر عالم نور کے سارے فرشتے جمع ہو جائیں اور عرض کریں کہ مولا! شب معراج اس نور کے پیکر کی ایک جھلک ہمیں بھی دکھا دے۔ وہ نبی ---- جو اتنے بڑے ہیں کہ سدرۃ المنتہی سے آگے گزر جائیں اور جبریل امین لامکان میں ان کی ہمسفری نہ

کرسکیں۔ وہ نبی --- جنہیں افق الاعلیٰ (۴) کی منزل تک پہنچایا گیا ---- پھر دنا فتدلیٰ (۵) کا تمغہ قربت عطا فرمایا گیا ---- پھر فکان قاب قوسین (۶) کی کرسی پر بٹھایا گیا اور وہاں سے او ادنیٰ (۷) کی آغوش قربت میں جگہ دی گئی۔ وہ نبی ---- جن کی بلندی تک کوئی بلندی نہ پہنچ سکے ---- جن کی عظمت تک کوئی عظمت نہ پہنچ سکے ---- اتنے اونچے ! اتنے بڑے !! اور اتنے عظیم !!! مگر ہم خاکیوں کے ذہنوں سے خوف اور ڈر دور کرنے کے لئے فرماتے رہے کہ تم تو میرے بھائی ہو' میں تو تم جیسا ہوں' میں تمہارے لئے آیا ہوں۔ تو اگر کوئی آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے اس فرمان سے یہ سمجھ لے کہ آپ واقعتہ" ہم جیسے ہیں تو اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی برباد ہوئی ---- کیونکہ اس نے نبوت کا مقام پہچانا ہی نہیں اور نبوت کا معنی سمجھا ہی نہیں !

نبوت کا تو معنی ہی یہ ہے کہ فضیلت یہ ہو کہ فکان قاب قوسین اور ادنیٰ (۸) کی بلندیوں تک پہنچے اور مثلیت یہ ہو کہ مدینہ منورہ کی ایک دیوانی عورت آ جائے اور عرض کرے : اے محمد ﷺ ! مجھے آپ سے کام ہے میرے ساتھ چلئے آپ ننگے پاؤں بیٹھے ہوں اور اس دیوانی کی ضرورت کو دیکھ کر نعلین پاک بھی نہ پہنیں اور اسی طرح ننگے پاؤں اس کے ساتھ چل پڑیں۔ وہ دیوانی مدینے کی گلیوں میں گھماتی پھرے اور ساری کائنات کے مالک گھومتے پھریں ---- پھر ایک گلی میں جاکر بٹھا دے اور کہے میرے کام کر دو اور قاب قوسین کی رفعتوں پر بیٹھنے والے عظیم نبی ---- مدینے کی گلیوں میں بیٹھ کر اس دیوانی کے کام کریں (۹) ---- فضیلت وہ ! مثلیت یہ !

اسلوب قرآنی کی چند مثالیں

اب اس بات کو قرآن پاک کے حوالے سے لیتے ہیں۔ قرآن مجید نے فرمایا:

تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلم انت ولا قومک قبل ھذا۔(۱۰)

(یہ قصہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔ اس

سے پہلے از خود نہ آپ جانتے تھے نہ آپ کی قوم)

اس آیت کریمہ کا پہلا حصہ فضیلت ہے اور دوسرا مثلیت۔

کتنی نادانی کی بات ہے اگر کوئی یہ خیال کرے کہ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو بتا دیا گیا وہ غیب نہ رہا۔ کیونکہ قرآن تو معنی ہی یہ بتا رہا ہے کہ محبوب! یہ جو ہم تمہیں بتا رہے ہیں۔ یہ غیب ہی تو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتا کر بھی اس پر لفظ غیب کا اطلاق فرمایا ---- یہ فضیلت ہے۔ اور آیت کریمہ کے دوسرے حصے میں فرمایا کہ محبوب! جب تک ہم نے آپ کو بتایا نہ تھا اور علم کی یہ فضیلت آپ کو دی نہ تھی ---- از خود نہ آپ جانتے تھے نہ آپ کی قوم ---- یہ مثلیت کا مقام ہے۔ جب تک فضیلت اور مثلیت کو ملا کر نہ پڑھیں' مقام نبوت کی سمجھ نہیں آ سکتی۔ دونوں مقامات کو جدا کریں تو گمراہی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

قرآن مجید نے ایک اور مقام پر فرمایا ض

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ان الھکم الہ واحد (۱۱)

(آپ فرمایئے کہ میں تمہاری طرح بشر ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا صرف اللہ واحدہ ہے)

کہ نفس بشریت یعنی محض بشر ہونے میں تو میں تم جیسا ہوں مگر مجھے اپنے جیسا نہ سمجھ لینا۔ دیکھئے قرآن میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ انا مثلکم (میں تم جیسا ہوں) بلکہ فرمایا انما انا بشر مثلکم کہ نفس بشریت میں تو میں تم جیسا ہوں مگر میں خود تم جیسا نہیں کیونکہ یوحی الیہ (مجھ پر وحی کی جاتی ہے)

اس آیت کریمہ میں بھی پہلا حصہ مثلیت سے متعلق ہے اور دوسرا فضیلت سے۔ اگر ایک پہلو میں مثلیت ہے تو فضیلت کا عالم یہ ہے کہ یہی پیکر بشریت ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا وہ کلام اترتا ہے جسے ساری کائنات کے پہاڑ بھی سنبھال نہیں سکتے۔ جن لوگوں نے فضیلت سے صرف نظر کر کے محض مثلیت پر نظر رکھی وہ بھٹک گئے۔

اصول قرآن

قرآن مجید کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ جس کا بھی ذکر کرتا ہے۔ فضیلت اور مثلیت کا ذکر ایک ساتھ کرتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید نے فرمایا!

لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمٰن عهدا (۱۲)

(انہیں شفاعت کا کوئی اختیار نہ ہوگا بجز ان کے جنہوں نے خداوند رحمٰن سے کوئی وعدہ لے لیا ہے)

جنہوں نے اس آیت کے ایک جزو کو پڑھا اور دوسرے کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گئے کیونکہ لا یملکون شفاعة تو مثلیت کا درجہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی فضیلت کا درجہ بھی تو ہے۔

الا من اتخذ عند الرحمٰن عهدا۔ مگر وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا عہد' سرٹیفکیٹ یا ڈگری دے رکھی ہو گی وہ قیامت کے دن سب کے سامنے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کر رہے ہوں گے۔

آیت کے پہلے حصے میں مثلیت تھی دوسرے میں فضیلت آگئی۔

قرآن پاک نے فرمایا ض

من ذا لذی یشفع عنده الا باذنه (۱۳)

"کون ہے جو اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کر سکے سوائے ان لوگوں کے جن کے ہاتھ میں اس نے اذن شفاعت دے رکھا ہے۔"

پہلا حصہ جس میں شفاعت کرنے کی نفی کی گئی مثلیت کا درجہ ہے اور اس سے آگے درجہ فضیلت ہے۔ کہ وہی لوگ شفاعت کرسکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ماذون بنا رکھا ہے ---- جن سے عہد کر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ میرے حبیب! قیامت کے دن میں عرش پر ہوں گا ---- میری عدالت بپا ہو گی اور عرش پر میری دائیں جانب تیرا مقام ہو گیا اور تو ایک کرسی پر بیٹھا ہو گا۔ وہ کرسی ---- مقام محمود ہو گی۔

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (۱۴) میرے حبیب! اس مقام

محمود پر آپ بیٹھے ہوں گے اذن شفاعت آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور جب تک آپ راضی نہ ہو گے اس وقت تک قیامت کی عدالت برخاست نہیں ہوگی۔ ولسوف یعطیک ربک فترضٰی ((۱۵) --- "عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔"

قرآن پاک نے فرمایا:

الا خلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین (۱۶)

قیامت کے دن سب بہن بھائی' باپ بیٹے' میاں بیوی اور دوست احباب ---- ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے ---- کوئی کسی کو نہ پہچانے گا ---- کوئی کسی کا بازو تھامنے والا نہ ہوگا ---- کوئی کسی کی شفاعت کروا کے بخشوانے والا نہ ہوگا ---- یہ درجہ مثیت کا ہے ---- اور اس سے آگے فضیلت کا درجہ ہے ---- "مگر متقیوں اور ولیوں کا رشتہ اور تعلق کام آئے گا" ---- ان اولیاء ہ الا المتقون (۱۷) ---- ولی اللہ ہی متقین ہوتے ہیں ---- لہٰذا اولیاء اللہ کا رشتہ کام آئے گا۔

پانچ گروہ

فضیلت اور مثلیت کے بارے میں غلط یا صحیح عقیدہ رکھنے والوں کے پانچ گروہ ہیں ---- پہلا ---- کافرین کا ---- دوسرا ---- مشکرین کا ---- تیسرا ---- مذبذبین اور منافقین کا ---- چوتھا ---- مداہنین اور گستاخوں کا ---- اور پانچواں ---- مومنین کا۔

کافرین

کافروں کا طریقہ ہمیشہ یہ رہا کہ وہ نبی کی فضیلت کا انکار کرتے اور مثلیت کا اقرار کرتے۔ قرآن کہتا ہے کہ فقال الملاء الذین کفروا من قومه ما نرک الا بشراً مثلنا۔ (۱۸) تو ان کی قوم میں سے کافر سردار کہنے لگے کہ

(ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے کیونکہ) ہم تو آپ کو محض اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں (اس کے علاوہ تو آپ کچھ بھی نہیں) اور کہتے۔ ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون (۱۹)

یہ تو فقط ہم تم جیسا ایک بشر ہے۔ ہماری تمہاری طرح کھاتا اور پیتا ہے --- گویا فضیلت کا انکار اور مثلیت کا اقرار کرتے ---- ایسا کرنے والے کافر ہو گئے۔

مشرکین

دوسرا گروہ مشرکین کا --- مشرک وہ ہوئے جو اس کے برعکس کرتے یعنی مثلیت کا بالکل انکار اور فضیلت کا اقرار کرتے ---- قرآن فرماتا ہے:

وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ (۲۰)

(یہود نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانیوں نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے)

یہودیوں نے جب عزیر علیہ السلام کے کمالات دیکھے تو کہنے لگے کہ یہ اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائیوں نے جب دیکھا کہ آپ پھونک مارتے ہیں تو مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔ مٹی کا بنا ہوا پرندہ اڑنے لگتا ہے۔ مادرزاد نابینے اور کوڑھی' آپ کے ہاتھ پھیرنے سے تندرست ہو جاتے ہیں تو کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ انبیاء اکرام میں مثلیت تو رکھی ہی اس لئے گئی تھی کہ شرک کی نفی ہو جائے۔ جب اس کا انکار ہو گیا اور نظر میں صرف فضیلت رہ گئی تو خدا کا بیٹا بنا دیا ---- بہرحال مثلیت کا انکار کر کے صرف فضیلت کو ماننے والے مشرک ہوئے۔

منافقین

تیسرا طبقہ' وہ جو ستر و دین اور مذبذبین ہوئے --- یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کی ذات کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھا کہ مثلیت اور فضیلت کو برابر جانا نہ مثلیت کو بڑھایا نہ فضیلت کو ---- مسلمانوں کے قریب بیٹھے تو فضیلت کا ذکر اور کافروں کی

محفل میں گئے تو مثلیت کا تذکرہ ---- عند الضرورت کبھی فضیلت کا اقرار اور مثلیت کا انکار اور کبھی اس کے برعکس --- یہ لوگ نہ کفر میں پختہ ہوئے اور نہ ایمان میں اور متردد و مذبذب ہو گئے --- قرآن فرماتا ہے :

مذبذبین بین ذالک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء۔ (۲۱)

نہ ادھر کے ہیں نہ ادھر کے دونوں حدوں کے درمیان لٹک رہے ہیں۔

یہ کسی کھاتے کے نہ رہے۔ نہ گھر کے نہ گھاٹ کے۔

مداہنین

چوتھا گروہ ---- مداہنین اور گستاخوں کا ---- بدعقیدہ اور بد مذہب لوگوں کا --- یہ وہ کلمہ گو لوگ ہیں جو فضیلت کا صرف اقرار کرتے ہیں اور مثلیت پر اصرار کرتے ہیں۔ تقریریں ساری' مثلیت پر کرتے ہیں اور فضیلت کی بات آ جائے تو کہتے ہیں ہم کہاں انکاری ہیں۔ کتابیں ساری' مثلیت پر لکھتے ہیں اور فضیلت کی کہو تو کہتے ہیں ہم کب انکار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا فضیلت کا اقرار کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ وہ مثلیت پر اصرار کرتے ہیں اور یہی بد عقیدگی اور بد مذہب ہونے کی سب سے بڑی علامت ہے۔

مومنین

پانچواں گروہ ---- مومنین کا ---- اہل سنت و جماعت کا ---- اس گروہ کی علامت یہ ہے کہ مثلیت کا صرف اقرار کرتے ہیں اور اصرار اور زور سارا' فضیلت پر دیتے ہیں ---- اور یہی ایمان ہے۔

امتیازی علامت

موجودہ دور انتشار میں سنیت اور غیر سنیت کی سب سے بڑی امتیازی علامت یہی ہے ---- جس شخص کو دیکھو کہ آیات قرآنی' احادیث نبوی' یا سیرت طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے امور فضیلت کا سرسری تذکرہ کرے اور تقریروں' تحریروں' خطابوں اور کتابوں کا

سارا زور مثلیت کے ثابت کرنے پر لگا دے ---- سمجھ لو کہ اس کا نبی کی ذات سے کوئی تعلق نہیں ---- وہ بے وفا ہے۔ ایسا کلمہ گو ہے کہ جس نے کلمہ تو پڑھا لیکن نبی پاک سے وفا نہ کی۔

یاد رکھو ۔ ایمان کی پرکھ اور علامت یہ ہے کہ مثلیت کا فقط اقرار اور فضیلت پر اصرار کیا جائے کیونکہ مثلیت کا انکار کفر ہے اور فضیلت پر اصرار عین ایمان ---- یہی سنیت کی علامت ہے۔

صحابہ کرام اور کفار کا انداز فکر

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کفار کے انداز فکر کا موازنہ کرنے سے یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم اقدس اور بشریت مقدسہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ' عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی دیکھا اور ابوجہل و ابولہب نے بھی --- مگر فرق یہ تھا کہ کفار کی توجہ محض اس پیکر خاکی پر رہتی اور آپ کی فضیلت پر نظر نہ جاتی۔ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر ہی سمجھتے۔ اور حضور کے جسم اقدس کو اپنے جیسا جسم ہی دیکھتے ---- مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پیکر بشریت کی فضیلت و عظمت کے پہلوؤں پر نظر رکھتے۔ وہ دیکھتے کہ ہے تو بشریت' مگر سایہ نہیں (۲۲) ہے تو جسم' مگر اس پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ (۲۳) --- ابوجہل و ابولہب کی نگاہ جسد اقدس کے پسینہ پر ہوتی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نگاہ پسینے سے معطر فضاؤں پر ہوتی ---- اس سے مہکنے والے عطروں پر ہوتی ---- کہ کائنات کا کوئی عطر مصطفیٰ کے پسینے جیسا نہیں (۲۴) --- مشاہدہ ایک ہی حقیقت کا ہوتا مگر رخ دو ہوتے ! ابوجہل و ابولہب حضور کو کھانا کھاتے دیکھتے تو سمجھتے کہ آپ کھانے کے محتاج ہیں مگر عمر رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ حضور کے کھانا تناول فرماتے وقت لقموں کو تسبیح کرتے ہوئے دیکھتے۔ کفار آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم اقدس کو غزوۂ خندق میں دیکھتے تو ان کی نگاہ بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر بندھے ہوئے پتھروں پر ہوتی ---- وہ اس بھوک سے حضور کی محتاجی دیکھتے --- اور صحابہ کرام دیکھتے کہ اس فاقہ کش نبی نے

گو خود تو پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر جاکر چند آدمیوں کا کھانا کئی ہزار کو کھلا دیتے ہیں (۲۶) ---- کفار دیکھتے ---- بمشی فی الا سواق (۲۷) ---- کہ نبی تو گلیوں میں ہماری طرح چلتے پھرتے ہیں ---- صحابہ کرام آپ کو گلیوں میں چلتا دیکھتے تو وہ دور تک مہکتی ہوئی گلیوں کا نظارہ کرتے۔ (۲۸) کتنا فرق تھا! مثلیت صحابہ کرام کی نگاہ میں بھی تھی مگر انہوں نے پوری زندگی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر کبھی زور نہیں دیا۔ مثلیت کی شان کو مانتے تھے مگر زندگی بھر ان کے ایمان کا محور و مرکز فضیلت مصطفیٰ ہی رہی۔

سنی اور غیر سنی کا فرق

آج بھی جو شخص مقام نبوت پر عقیدہ رکھتے ہوئے مثلیت کے امور پر ایمان تو رکھے مگر اصرار فضیلت کے امور پر دے۔ سمجھ لیں کہ یہ سنی ہے یعنی اس کا طریقہ و عقیدہ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کا طریقہ و عقیدہ ہے اور جو، جب بھی لاؤڈ سپیکر کھولے، تو حضور کی بشریت و مثلیت کے پہلوؤں کو اجاگر کرنا شروع کردے۔ یقین کرلیں کہ وہ غیر سنی اور بدعقیدہ ہے۔

دونوں کی مثال یوں لیں کہ دودھ سے دو تہائی بھرے ہوئے گلاس کو دیکھ کر، ایک کہتا ہے کہ یہ دو تہائی بھرا ہوا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ ایک تہائی خالی ہے۔ ایک کی نگاہ بھرے ہوئے حصے کو دیکھتی ہے جبکہ دوسرے کی نگاہ خالی حصے کو دیکھتی ہے ---- خالی دیکھنے والا ایمان سے بھی خالی ہوتا ہے اور بھرا ہو دیکھنے والا ایمان سے بھی بھرا ہوتا ہے۔

منشائے خداوندی

منشائے خداوندی یہ ہے کہ فضیلت و مثلیت کی بات ایک ساتھ کرو تاکہ عقیدے کی وضاحت رہے اور اگر دونوں میں سے ایک کا بیان کرنا مقصود ہو تو مثلیت کے بیان کی ضرورت نہیں، اس پر ایمان ہی کافی ہے۔ ذکر صرف فضیلت کا کرو۔ جیسے

قرآن حکیم فرماتا ہے۔

واذکر فی الکتب ابراھیم انه کان صدیقا نبیا۔ (۲۹)

میری کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر کہ وہ بڑے صدق والے نبی تھے۔

واذکر فی الکتب موسیٰ انه کان مخلصا وکان رسولا نبیا۔ (۳۰)

میری کتاب میں میرے موسیٰ کا ذکر بھی کر کہ وہ نفس کی قید سے آزاد' بڑے بلند مرتبہ رسول اور نبی تھے۔

واذکر فی الکتاب اسماعیل انه کان صادق الوعد وکان رسول نبیا ○ وکان عند ربه مرضیا۔ (۳۱)

میری کتاب میں میرے اسماعیل کا ذکر کر کہ وہ قول کے سچے رسول اور نبی تھے۔ اور میری بارگاہ میں مقام رضا پر فائز تھے۔

واذکر فی الکتب ادریس انه کان صدیقا نبیا ○ ورفعناہ ○ مکانا علیا۔ (۳۲)

میری کتاب میں میرے ادریس کا بھی ذکر کر کہ وہ بھی صاحب صدق نبی تھے۔ اور ہم نے انہیں اونچے مقام عطا فرمائے تھے۔ اور پھر تمام انبیاء کرام کا ذکر کر کے قرآن پاک نے فرمایا۔

وکل من الصالین (۳۳)

سب صالحین میں سے تھے ہم نے ان تمام انبیاء کو حضوری والا بنایا۔

اور جملہ انبیاء کرام کے ذکر کے بعد بات یہ کہہ کر ختم کی:

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (۳۴)

اگرچہ سارے نبی حضوری والے تھے لیکن جب میرے محبوب کی باری آئی تو میں نے انہیں اپنی رحمت کا سراپا بنا دیا۔

ذکر فضیلت و مثلیت کا مقصد

قرآن کریم کی ان آیات سے پتہ چلا کہ جب فضیلت اور مثلیت میں سے ایک کا انتخاب کرو تو صرف فضیلت کی بات کرو کیونکہ ذکر فضیلت اس لئے کہ کمالات معلوم ہوں اور عظمت کا پتہ چلے اور ذکر مثلیت اسی لئے کہ تواضع اور انکساری کا سبق ہے۔

فضیلت اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوبیت کی شان اجاگر ہو اور مثلیت اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت اور بندگی کی شان اجاگر کریں۔

فضیلت اس لئے کہ انوار رسالت سے انوار خدا چمکیں اور مثلیت اس لئے کہ وجود رسالت سے مقام عبدیت کا درس ملے۔

فضیلت اور مثیت' دونوں کو جمع اس لئے کیاگیاکہ نبی کے مقام بلند پر عقیدہ بھی پختہ ہو اور آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو اتنے بلند مقام پر دیکھ کر شرک کا شائبہ بھی نہ ہو۔ فضیلت اور مثلیت کو جمع کرنے کے بعد مقام نبوت آشکارا ہو جاتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ یہ نبی ---- عبد ہے معبود نہیں ----- یہ نبی ---- نور اللہ ہے' اللہ نہیں ----- یہ نبی --- مظہر نور خدا ہے' خدا نہیں ----- اور خدا تو نہیں مگر خدا سے جدا بھی نہیں۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

دونوں مرتبے جمع ہوں تو نبی پاک کے مقام بلند کی بھی سمجھ آتی ہے اور نفی شرک کا بھی لزدم ہوتا ہے۔

قرآن مجید نے امت مسلمہ کو عقیدۂ نبوت کے باب میں فضیلتوں کی طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا۔

تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض' منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات (٣٦)

یہ سب رسول' نفس رسالت میں برابر ہیں مگر بعض کو بعض سے افضل بنایا۔ ن میں سے کسی سے کلام فرمایا اور کسی کے درجات بلند کئے۔

پھر فرمایا

ولقد فضلنا بعض النبیین علٰی بعض (۳۷)

سارے انبیاء نفس نبوت میں برابر ہیں مگر مقامات و کمالات نبوت میں بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جھنجوڑا کہ اے غافل دیکھ ! اے بھول میں پڑے ہوئے' دیکھ ! اے توحید کے حقائق کو سمجھنے والے' دیکھ ! اے مقام و مرتبہ نبوت سے ناآشنا !

انظر کیف فضلنا بعضھم علٰی بعض (۳۸)

کہ تو فقط مثلیت کے گرداب میں ہی گم ہے۔ دیکھ ! ہم نے سب کو بلند کیا اور پھر بلندیوں میں کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی۔ حرف مثلیت پر نظر نہ رکھو' بلکہ دیکھو کہ ہم نے فضیلتیں کس طرح بانٹی ہیں۔

بشریت' نورانیت اور حقیقت

دیکھئے یہاں مثلیت نہیں' فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ مثلیت تو ہر کسی کی سمجھ میں آ جاتی ہے مگر فضیلت کی سمجھ کسی کسی کو آتی ہے۔ بشری کی شان تو ابوجہل بھی دیکھتا تھا۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم بھی دیکھتے تھے۔ مگر اس بشریت کے جلوؤں میں نورانیت کی شان ہر کسی کو نہیں کسی کسی کو نظر آتی تھی ---- وہ ابوجہل و ابولہب کو نہیں ابوبکر و علی کو نظر آتی تھی۔ گویا بشریت تو ہر ایک کو نظر آئی' نورانیت کسی کسی کو نظر آئی مگر مصطفٰی کی حقیقت کسی نے بھی نہ دیکھی فرمایا۔

یا ابابکر والذی بعثنی بالحق لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی (۳۹)

(اے ابوبکر اس ذات حق کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہ پہچان سکا)

الغرض بشریت تک ہر کوئی پہنچا اور پھر اپنی سوچ کے مطابق کوئی گمراہ ہو گیا۔ کوئی راہ پا گیا نورانیت تک کوئی کوئی پہنچا اور حقیقت تک سوائے رب تعالیٰ کے کوئی اور نہ

پہنچا۔ حقیقت محمدی کیا ہے؟ اس باب میں قرآن ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم۔ (۴۰)

(بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں در حقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں' ان کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے)

یہ بات اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی شان میں تنزیہہ اور تشبیہ کی بات۔ اس کا منزہ ہونا اور آیات متشابہات میں تشیبا کا ذکر آنا۔

فکر کے دو زاویے

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو صحابہ سے جہاد کے لئے بیعت لی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بہ سلسلہ سفارت مکہ گئے ہوئے تھے' وہاں موجود نہ تھے۔ خبر مشہور ہو گئی کہ انہیں شہید کردیا گیا ہے۔ لہٰذا ان کی بیعت بھی اپنے دست پاک سے لی۔" (۴۱)

یہ واقعہ حدیث پاک کے ذریعے ہم تک پہنچا۔ اب نگاہیں دو ہیں ---- ایک نگاہ نے اس واقعہ کو دیکھا تو اس نے یہ سمجھا کہ اگر حضور کو پتہ ہوتا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید نہیں کیے گئے تو بیعت کیوں لیتے؟ دوسری نگاہ نے یوں دیکھا کہ اگر آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ پتہ نہ ہوتا کہ میرے عثمان شہید نہیں ہوئے اور ان کے زندہ ہونے کا یقین نہ ہوتا تو ان کی بیعت اپنے ہاتھ پر کیوں لیتے؟

ایک ہی واقعہ اور ایک ہی روایت میں' ایک مثلیت کو تلاش کر رہا ہے اور دوسرا فضیلت والا پہلو تلاش کرتا ہے ---- ایمان ایمان کی بات ہے ---- ایک بیعت کے اس عمل میں نقص نکالتا ہے دوسرا دیکھتا ہے کہ

بیعت تو رسول اللہ ﷺ نے لی اور قرآن فرماتا ہے کہ اے حبیب! یہ بیعت آپ کے ہاتھ پر نہیں رب کے ہاتھ پر ہے۔

کفار نے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے گھر کا محاصرہ کر لیا --- آپ کو شہید کرنے کے منصوبے بن گئے ---- حضور علیہ اسلام باہر نکلے اور سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے کفار

پر کنکریاں پھینکیں ---- (۴۲) اب اس واقعے کو ایک دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اگر (معاذ اللہ) نبی پاک میں ہمت ہوتی اور ان کے پاس کوئی اختیار ہوتا تو خود کو بچا نہ لیتے! رات ے اندھیرے میں نکل کیوں گئے؟ کفار کو بھسم کیوں نہ کرڈالا۔ گویا اس واقعے میں نقص کا پہلو دیکھتا ہے ---- دوسرا، قرآن کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (۴۳) کہ میرے حبیب! وہ کنکریاں جو تو نے ماری تھیں وہ تو نے نہیں، میں نے ماری تھیں --- وہ اس عمل کو عمل خدا اور ید رسول کو ید خدا دیکھتا ہے!

راس المنافقین، عبداللہ بن ابی مرگیا۔ اس وقت تک یہ حکم نہیں آیا تھا کہ اس کا جنازہ نہ پڑھاؤ اور ان منافقین کی قبروں پر کھڑے نہ ہو ---- حضور ﷺ اس کی قبر پر کھڑے تھے ---- حکم آگیا کہ حبیب! ان میں سے کوئی مرجائے تو کبھی اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی ان کی قبروں پر کھڑے ہوا کریں ----(۴۴)

اب واقعہ تو ایک ہے مگر ایک اس کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اگر نبی کے قبر پر کھڑے ہونے سے بخشش ہو جاتی تو عبداللہ بن ابی بخشا نہ جاتا؟ کیوں فرمایا کہ اس کی قبر سے ہٹ جا ---- دوسرا دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اگر رسول اللہ کے کھڑے ہونے سے عبداللہ بن ابی کا عذاب ٹلنا نہ ہوتا تو قبر سے ہٹنے کا حکم کیوں آتا؟ حکم اسی لئے آیا ---- کہ محبوب! اس بدبخت کی قبر سے ہٹ جا کیونکہ جب تک تیرے قدم اس قبر پر ہیں عذاب نہیں آ سکتا ---- ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ (۴۵) ---- جہاں تیرا وجود اور تیرے قدم ہوں وہاں خدا کا عذاب کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کی قبر سے ہٹ جاؤ کہ عذاب منتظر ہے ---- جب تک تمہارے قدم نہیں ہٹیں گے عذاب نہیں آئے گا ----!

بات ایک ہی ہے کسی کو یوں نظر آ رہی ہے کسی کو یوں ---- بات فقط یہ ہے کہ ایک کی نگاہ اور اصرار مثلیت پر ہے اور دوسرے کی نگاہ اور اصرار فضیلت پر۔

ایک مناظرہ

کہتے ہیں کہ دو عالموں میں مناظرہ ہوا۔ موضوع مناظرہ حضور علی الصلوۃ والسلام کا علم پاک تھا۔ ایک علم پاک کی نفی ثابت کرنا چاہتا تھا اور دوسرا اثبات ---- دونوں عالم' ساری رات اپنے اپنے شاگردوں کو لے کر کتابیں کھنگالتے رہے ---- ادھر بھی کتابوں کا ڈھیر' ادھر بھی کتابوں کا ڈھیر ---- ساری رات نہ یہ سوئے نہ وہ صبح مناظرے کا میدان گرم ہو گیا۔ دونوں اسٹیج پر آ گئے ---- ان میں سے ایک ---- جو سنی تھا ---- اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مناظرہ شروع ہونے سے پہلے میری ایک بات سن لو ---- اس نے کہا میں نے بھی ساری رات گنوائی اس نے بھی ساری رات گنوائی ---- سویا یہ بھی نہیں' سویا میں بھی نہیں ---- میں نے بھی ساری رات سینکڑوں کتابیں کھنگالیں' اس نے بھی رات بھی سینکڑوں کتابیں کھنگالیں ---- یہ بھی کلمہ پڑھتا ہے آقا کا' میں بھی کلمہ پڑھتا ہوں حضور کا ---- مگر فرق یہ ہے کہ یہ رات بھر کتابوں میں یہ تلاش کرتا رہا کہ کہیں یہ لکھا ہوا مل جائے کہ حضور کو یہ بھی پتہ نہیں تھا ---- اس کا علم بھی نہ تھا ---- اس کی خبر بھی نہ تھی ---- یہ ساری رات کتابوں سے معاذ اللہ اپنے نبی کی لاعلمی تلاش کرتا رہا۔ (استغفراللہ) اور میں ساری رات یہی تلاش کرتا رہا کہ میرے نبی کو سب کچھ پتہ تھا ---- میرے نبی کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا تھا۔ میرے نبی یہ بھی جانتے تھے ---- یہ بھی جانتے تھے ---- یہ بھی جانیں گے اور یہ بھی جانتے رہیں گے ---- ! وہ ساری رات نبی پاک کی لاعلمی تلاش کرتا رہا ---- میں رات بھر اپنے نبی کا علم تلاش کرتا رہا ---- بس اتنا بتا دو کہ امتی ہونے کا حق اس نے ادا کیا یا میں نے ---- ؟ مناظرہ ختم ہو گیا۔

سنیت کیا ہے؟

سنیت کسی شخصیت یا کسی فرقے کا نام نہیں ---- سنیت ایک عقیدہ ہے ---- کونسا عقیدہ؟ جو قرآن نے دیا ---- بس اس کے سوا اور کچھ نہیں ---- عقائد قرآنی' عقائد حدیث نبوی' اور عقائد صحابہ و اہل بیت کی صحیح تعبیر کا نام سنیت

ہے ---- اور وہ عقیدہ یہ ہے --- کہ مثلیت کا انکار نہ کرو مگر زندگی ---- یار کی اونچی شانوں کو ---- فضیلت مصطفیٰ ﷺ کو ---- تلاش کرنے میں گزار دو۔ بس یہی سنیت ہے ----

محمد محمد کریندے گزر گئی
احد کولون احمد گولیندے گزر گئی

محبوب کو محبوب کے ہاں تلاش کرو ---- محبوب کو اپنی نگاہ سے نہیں' اس نگاہ سے دیکھو جس سے خدا دکھانا چاہتا ہے۔

عبدیت اور محبوبیت

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دو مرتبے ہیں ---- ایک مقام عبدی اور دوسرا مقام محبوبیت جب آپ مقام عبدیت پر کھڑے ہوتے ہیں تو یوں عرض کرتے ہیں کہ مولا ! میں تو کچھ بھی نہیں۔ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں' سب کچھ تیرے پاس ہے ---- میں کسی شے کا مالک نہیں' ہر شے کا تو مالک ہے ---- میں کچھ نہیں جانتا' سب کچھ تو جانتا ہے ---- مجھے خبر نہیں کیا ہو گا' سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے ---- یہ زبان عقیدہ نہیں' لسان عبدیت ہے ---- زبان بندگی ہے ---- اور اس لئے ہے کہ کوئی نبی کو خدا نہ سمجھ لے جیسے یہود و نصاریٰ سے غلطی ہوئی۔

نبی نے اپنی عبدیت پیش کرنے کا حق ادا کردیا --- جب نبی پاک نے فرمایا:--
ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما فعل بی ولا بکم (۴۶)عبدیت کا حق ادا کردیا --- جب آپ نے فرمایا ---- لا املک نفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ ولو اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ---- (۴۷) عبدیت کا حق ادا کر دیا ---- یہ سب کلمات جو آج مناظروں کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔ یہ تو مصطفیٰ ﷺ کا اظہار عبدیت اور نفی شرک ہے۔ مصطفیٰ کا مقام تو مقام محبوبیت ہے۔ جو قرآن دکھا رہا ہے کہ یہی عبد مقرب جب مکہ کی گلیوں میں چلتا ہے تواللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد۔ (۴۸)

(میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی درآنحالیکہ آپ اس شہر میں بس رہے ہیں)

میرے حبیب! میں رب ہوں اور قسم کھانے سے مستغنیٰ ہوں (لا زائدہ ہے) مجھے قسمیں کھانے کی حاجت نہیں لیکن مستغنی ہو کر بھی شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں۔ کیوں؟ اس لئے نہیں کہ یہاں کعبہ ہے ---- اس لئے نہیں کہ یہاں حطیم ہے --- اس لئے نہیں کہ یہاں حجر اسود ہے --- اس لئے نہیں کہ یہاں صفاو مروہ ہے --- اس لئے نہیں کہ لوگ دور دور سے چل کر میرے گھر کے طواف کو آتے ہیں ---- بلکہ شہر مکہ کی قسم صرف اس لئے کھاتا ہوں کہ محبوب! تیرے تلوے اس شہر کی گلیوں میں لگے ہیں ---- محبوب! تیرا پتہ اس شہر کا ہے ---- تیرا گھر اور سکونت اس شہر کی ہے ----

بد عقیدہ لوگوں نے اظہار عبدیت کے کلمات کو تو دیکھا مگر اللہ تعالیٰ کے اظہار محبوبیت کے کلمات کو نہ دیکھا ---- بھلا کوئی اپنے عبد کی اس طرح قسمیں کھاتا ہے؟ بھلا کسی کے شہر کی گلیوں کی کوئی قسمیں کھاتا ہے؟ اس آیت کریمہ میں لا ---- زائدہ بھی ہے ---- حالیہ بھی ---- اور نافیہ بھی!

لا زائدہ کی صورت میں نیت کا مفہوم اوپر گزر چکا ہے۔ لا حالیہ کی صورت میں معنی ہوگا ---- کہ حبیب! میں اس شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں درآنحالیکہ تو اس شہر کی گلیوں میں چلتا ہے ---- جب تو اس شہر کی گلیوں میں خرام ناز کرتا ہے تو اس شہر کی قسم کھانے کو جی چاہتا ہے۔

لا نافیہ ہو تو معنی ہو گا ---- کہ میں اس شہر کی قسم نہیں کھاؤں گا --- کب؟ جب تو اس شہر سے چلا جائے گا ---- قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے توجیہ فرمائی --- کہ جب تو مدینہ چلا جائے گا تو مکہ کی نہیں مدینے کی قسمیں کھاؤں گا۔ (۴۹)! جہاں تیرا گھر ہے پیارے! جہاں تیرا ڈیرہ ہے --- جہاں تیرا بسیرا ہے ---- جہاں تیرے قدم لگتے ہیں --- جہاں تیرا وجود رہتا ہے ---- جن ہواؤں میں تو سانس لیتا

ہے ---- جو فضائیں تیرے رخساروں کو بوسہ دیتی ہیں ---- ان فضاؤں کی قسم کھاؤں گا! یہ مقام محبوبیت ہے ----!

عقیدہ متعین کرنا ہو تو نبی پاک کے اظہار کی عبدیت کی بجائے اللہ تعالیٰ کے اظہار محبوبیت کو دیکھا جائے وہ فرماتا ہے کہ میری اطاعت چاہنے والو! میری اطاعت ممکن نہیں جب تک مصطفیٰ کی اطاعت نہ ہو۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ (۵۰)

(جس نے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی)

میری محبت چاہنے والو! میری محبت ممکن نہیں جب تک میرے مصطفیٰ کی غلامی نہ ہو ---!

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم ذنوبکم واللّٰہ غفور رحیم۔ (۵۱)

(آپ فرمایئے اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت فرمانے لگے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ ہزار بخشنے والا مہربان ہے)

میرے محبوب کی زبان سے میٹھے میٹھے لفظ سننے والو! یہ اس کا نہیں ---- میرا کلام ہے!

وما ینطق عن الھویٰ ○ ان ھو الا وحی یوحیٰ (۵۲)

(اور وہ تو اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں۔ یہ نہیں مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے)

میرے اور میرے حبیب میں فرق کرنے والو! میرے اور میرے حبیب کے ادب کو جدا نہ کیا کرو!

یا یھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰہ ورسولہ واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ سمیع علیم (۵۳)

(اے ایمان والو ! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سی کچھ سننے والا، جاننے والا ہے)

اذان من اللہ ورسولہ ---- (۵۴)

بلاوا میرا اور میرے مصطفیٰ کا ایک !

براءۃ من اللہ ورسولہ ----(۵۵)

قطع تعلق مجھ سے اور مصطفیٰ سے ایک !

اغنہم اللہ ورسولہ ---- (۵۶)

غنی کرنا اللہ کا اور مصطفیٰ کا ایک !

سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ ----(۵۷)

فضل خدا کا اور مصطفیٰ کا ایک !

محبت ایک ---- اطاعت ایک ---- ادب ایک ---- قربت ایک ---- ہاتھ ایک ---- بیعت ایک ----- نسبت ایک ----- حرمت ایک ----

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ --- (۵۸) محاربت ایک !

ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ --- (۵۹) تحریک ایک !

ومن یعص اللہ ورسولہ ---(۶۰) معصیت ایک !

--- جو خدا کی حدوں کو توڑے ---- اللہ اور اللہ کا گنہگار ہو جائے !

من اطاع محمداً فقد اطاع اللہ ومن عصی محمداً فقد عصی اللہ و محمد فرق بین الناس (۶۱)

--- جس نے مصطفیٰ کی اطاعت کی وہ اللہ کا اطاعت گزار ہو گیا ---- جو مصطفیٰ کا نافرمان ہوا وہ اللہ کا نافرمان ہو گیا ---

سنیت اور غیر سنیت کا فرق دیکھنا مقصود ہو تو دیکھا جائے کہ کون میرے مصطفیٰ کا ہے ---- ؟ کون میرے مصطفیٰ کا نہیں ہے؟ کیونکہ جو میرے مصطفیٰ کا ہے وہ میرا ہے ---- جو میرے مصطفیٰ کا نہیں وہ میرا نہیں !

بخشش چاہتے ہو ---- مجھے منانا چاہتے ہو ---- تو میرے مصطفیٰ کے در پر آ جاؤ ---- !

ولو انهم اذظلموا انفسهم جاؤک فاستغفر اللّٰه واستغفرلهم الرسول لوجدوا اللّٰه توابا رحیما۔ (۶۲)

(اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلینے کے بعد آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور ان کے لئے رسول کریم بھی مغفرت طلب کرتے تو وہ اللہ کو ضرور پاتے توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا)

میری رضا چاہتے ہو تو میرے مصطفیٰ کو راضی کرلو ---- !

واللّٰه ورسوله احق ان یرضوه ان کانوا مومنین (۶۳)

اللہ اور اس کے رسول زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے اگر وہ ایماندار ہیں۔

اس آیت کریمہ میں بات دو کی ہے مگر ضمیر واحد ہے کیونکہ اگرچہ ذاتیں دو ہیں مگر رضا تو ایک ہے ! ثابت ہوا کہ نفسا خدا اور مصطفیٰ جدا ہیں مگر حکماً" ایک ہیں ---- نفسا" جدا ' نسبتا" ایک ---- نفسا" جدا' محبتا" ایک ---- نفسا" جدا' اطاعتا" ایک ---- ذاتا" جدا' قربتا" ایک ---- خواجہ فرید نے کیا خوب فرمایا ۔

ہک ہے ہک ہے ہک ہے
ہک دی دم دم سک ہے
جیہڑھا ہک کوں ڈو کر جانے
اوہ کافر مشرک ہے

یہ ایک ہونا اطاعت میں ہے' محبت میں ہے' ادب میں ہے' نسبت میں ہے' حرمت میں ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

فاقامه علی مقام نفسه فی امره ونهیه واخباره وبیانه فلا یجوز ان یفرق بین اللہ ورسوله بشئی (۶۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنے امر میں، نہی میں، اخبار میں، بیان میں اپنے نبی کو اپنا قائم مقام بنا دیا ہے۔ لہٰذا ان امور میں دونوں میں فرق کرنا جائز نہیں۔

صحابہ کرام کا عقیدہ

سنیت --- مقام فضیلت و مثلیت کو جمع کرنے والے عقیدے کا نام ہے ---- یہ عقیدہ آقائے دو جہاں نے دیا اور صحابہ کرام نے اپنایا ---- اور یوں اپنایا کہ سیدنا علی شیرخدا رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہو جاتی ہے۔ کب؟ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر انور آپ کی گود میں ہے ---- سورج ڈوب رہا ہے مگر گود کو جنبش نہیں دیتے کہ مصطفیٰ کی آنکھ نہ کھل جائے --- کوئی آج کا توحید پرست ہوتا تو کھنگھار کے تھوڑا سا ہلا دیتا --- کہ کہیں آنکھ کھل جائے ---- میری نماز نہ چلی جائے ---- مگر وہ مولا علی شیرخدا تھے ---- نماز چلی گئی ---- آقا کی آنکھ کھلی ---- پوچھا ---- علی! نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کی۔ نہیں۔ اب حضور علیہ السلام نے اپنے دست اقدس دعا کے لئے اٹھا دیے اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی ----

اللھم ان علیا فی طاعتک وطاعۃ رسولک (۶۵)

اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مشغول تھا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے یا قضا کر دینا؟

یقیناً نماز پڑھنا اطاعت خدا ہے مگر نماز قضا ہو گئی اور آقا عرض کر رہے ہیں کہ مولا! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مشغول تھا ---- اس وقت تو وحی نہ آئی کہ رسول! کیا فرما رہے ہو؟ علی نے میری نماز قضا کر دی اور تم فرما رہے ہو کہ وہ میری اطاعت میں مشغول تھا۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے (۶۶)

نماز اگر آرام مصطفیٰ پر قربان ہو گئی تو وہ قضا نہیں' ادا ہے ! صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک انصاری سے روایت ہے :

ان ابابکر کان یصلی فی وجع النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) الذی توفی فیہ حتی اذا کان یوم الاثنین وھم صفوف فی الصلوۃ فکشف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر الحجرۃ ینظر الینا وھو قائم کان وجھہ ورقۃ مصحف ثم تبسم یضحک تھمھنا ان نفتتن من الفرح برویۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنکص ابوبکر علی عقبیہ لیصل الصف وظن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خارج الی الصلوۃ فاشار الینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اتموا صلاتکم وارخی الستر۔ (٦٧)

"نبی مکرم ﷺ کے مرض وصال میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ پیر کے دن صحابہ کرام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں صفیں باندھے نماز ادا کر رہے تھے کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے کچھ افاقہ محسوس کیا اور اپنے حجرہ اقدس کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنے لگے۔ ہم نے یہ منظر حسین دیکھا کہ آقا قیام فرما تھے اور آپ کا چہرہ انور اوراق قرآن کی طرح تاباں تھا۔ پھر آقا کا رخ تاباں مسکراہٹ سے کھل اٹھا۔ آپ ﷺ کے دیدار پرانوار کی خوشی میں ہم نے ارادہ کرلیا کہ نماز کو بھول کر آپ کے چہرۂ انور کے دیدار میں مصروف ہو جائیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت کا مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئے کہ شاید امام الانبیاء ﷺ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے آئے ہیں۔ تاجدار کائنات ﷺ نے ہمیں نمازیں مکمل کرنے کا اشارہ فرمایا اور پردہ مبارک گرا دیا۔"

دیکھئے ! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جماعت کرا رہے ہیں ---- صحابہ کرام صف در صف

کھڑے ہیں ---- نماز کی تیاری نہ تھی بلکہ حدیث کے الفاظ ہیں صفوف فی الصلوۃ --- صحابہ کرام نماز میں صف در صف کھڑے تھے ---- آقا کا جی چاہا کہ میں اپنے غلاموں کا ابوبکر پر اجماع تو دیکھوں ! اور دیکھوں کہ میرے صحابہ میرے یارِ غار کی اقتداء میں کس طرح نماز پڑھ رہے ہیں؟

گھر کا پردہ اٹھایا ---- پردہ سرکنے کی آواز آئی ---- بعض محدثین فرماتے ہیں کہ چہرۂ اقدس کا نور جھلکا ---- اب وہ مشتاقانِ دید --- جو تین دن سے جلوۂ یار کو ترس گئے تھے --- جب انہیں اندازہ ہوا کہ آقا تشریف لے آئے ہیں تو بے ساختہ ان کی نظریں، نماز کی حالت ہی میں، حضور کے درانور کی طرف اٹھ گئیں ---- اس وقت ایک کشمکش ہوگی ---- عقل نے کہا ہوگا صحابیو! چہرے کعبہ کی طرف رکھنا ادھر نہ پھیرنا ---- عشق نے کہا ہو گا ---- ادھر کعبہ ہے تو آج ادھر کعبے کا بھی کعبہ ہے ---- عقل نے کہا ہو گا ---- اگر چہرے پھر گئے نمازیں قضا ہو جائیں گی ---- عشق نے کہا ہو گا۔

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

یار کا چہرہ، آج دیکھ لو ---- خدا جانے اس عالم میں 'پھر دکھائی دے' نہ دے۔ انہیں نمازیں بھول گئیں ---- قبلے کی سمتیں بھول گئیں ---- کیوں نہ بھولتے ؟ یہ وہی صحابہ تو تھے ---- جن کی صحابیت کی وجہ صرف والذین معہ (۲۸) تھی ---- جن کی صحابیت کا مدار ---- نہ علم پر تھا نہ عمل پر، نہ تقویٰ پر تھا نہ جہاد پر، بلکہ فقط مصطفیٰ ﷺ کی "جھوک" کے اردگرد پھیروں پر تھا۔

وسدے ہاسے، وسدے نال تری جھوک دے آسے پاسے
سن دے ہاسے مٹھیاں گلیں سوہنا یار سیندا ہاسے

یہ وہی صحابہ تھے جنھوں نے اپنے کانوں سے سنا تھا۔

قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء، فلنولینک قبلۃ ترضھا۔

(۶۹)

(ہم آپ کا منہ بار بار آسمان کی طرف کرنا دیکھ رہے ہیں' تو ہم آپ کو ضرور اس قبلہ کی طرف پھیردیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں)

سبحان اللہ ! قبلے تو بنتے ہی مصطفیٰ کی رضا سے ہیں۔ اگر ان کی رضا مل گئی تو قبلہ بھی مل گیا اور قبلے والا بھی مل گیا ---- اگر ان کی رضا نہ ملی تو کعبے کی دیواروں سے چمٹ کر کھڑے رہو کچھ نہیں ملے گا!

گستاخوں کے قتل کا حکم

چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے گستاخوں کے ایک ٹولے کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔

اقتلواھم وان وجدتمواھم متعلقین باستار الکعبۃ (۷۰)

میرے گستاخوں کو قتل کر دو خواہ وہ کعبہ کے غلافوں کے نیچے کعبے سے چمٹے ہوئے کیوں نہ ہوں ---

اس لئے کہ جس کو میری حیا نہیں اس کو کعبے سے بھی کوئی واسطہ نہیں ---- جو مصطفیٰ کا نہیں' وہ خدا کا نہیں ---- کعبے سے اس کا کیا تعلق ؟

نماز اور ادب مصطفیٰ

مذکورہ واقعہ کے ضمن میں بعض محدثین نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ دیدار مصطفیٰ کی فرحت کا یہ عالم تھا کہ کئی صحابہ وجد میں آ گئے ---- کئی حالت ناز میں کود پڑے --- نماز ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو گیا۔ یہ تو مقتدیوں کا حال تھا ---- امام کی کیفیت بھی دیکھئے ---- سیدنا ابوبکر نے مصلی چھوڑ دیا پچھلی صف میں آنے لگے ---- یہ خیال آیا کہ شاید حضور تشریف لے آئے ---- نماز میں آقا کی آمد پر مصلی چھوڑ دینا' ادب مصطفیٰ ﷺ ہے!

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں مصطفیٰ ﷺ کا خیال لانا شرک کا موجب بنتا ہے

(۱۷) (استغفراللہ)

حالانکہ نماز تو یہ ہے کہ عبادت خدا کی ہو اور ادب مصطفیٰ کا۔ اور جب نمازی السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو آقا کے چہرۂ پاک کی طرف توجہ کر کے سلام کہے ---- اور کئی اہل سنت عرفاء تو نماز میں اس سے آگے چلتے نہیں جب تک حضور سے سلام کا جواب نہیں پا لیتے ---- مگر کوئی اس راہ چلے تو منزل کی خبر ملے ----!

ایمان کا امتحان

بہرحال آقا نے عاشقوں کا منظر دیکھا تو نماز مکمل کرنے کا اشارہ فرمایا ---گویا فرمایا ---- میرے صحابیو! جو منظر مجھے دیکھنا تھا وہ میں نے دیکھ لیا ---- تمہارے ایمان کا امتحان چاہتا تھا ---- کہ کعبے پر منحصر ہیں یا میری نسبت پر۔ اگر حضور کی نسبت پر منحصر ہیں تو قبلہ بھی قبول اور اگر حضور کی نسبت نہیں تو کعبہ سے ان کا تعلق بھی ناقص ہے۔

بس یہی سنیت ہے ---- سنیت کے اس مفہوم کو سمجھیں تاکہ سینوں میں عشق مصطفیٰ کی آگ لگے اور بڑھتے بڑھتے شعلہ جوالہ بن جائے ---- اویس قرنی رضی اللہ عنہ تو کوئی نہیں ہو سکتا' قرن کی ہوا کے جھونکے ہی لے لیں --- یہی سنیت ہے ---- اگر عشق مصطفیٰ کی یہ دولت نصیب ہو گئی تو پھر جنت کیا' دنیا و آخرت کی ساری نعمتیں --- سنی مومن کی میراث ہے اور یہ نہ ہو تو فقط بات ہی بات ہے!

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

اتحاد اہل سنت کا فارمولا

آخری دو جملے سنیت کے اتحاد میں ---- مجھے لمبی بات کہنے کی حاجت نہیں' فقط اتنی بات کہنے کی ضرورت ہے کہ سینوں کا اتحاد خالی باتوں' تقریروں' نعروں اور جذباتی

باتوں سے نہیں ہوگا۔ حقیقت پسند ہو کر سوچو۔ سنیت کا اتحاد چاہنے والو! اتحاد کی دو شکلیں عرض کردیتا ہوں۔ پہلی بات اور پہلی شرط یہ ہے کہ ---- غیروں کو چھوڑ دیا جائے۔

میں یہاں کسی ذات یا شخصیت کی بات نہیں کررہا' اصولی بات کر رہا ہوں ---- آپس میں اکٹھے ہو جائیں۔

اس کے بعد یہ تجویز رکھتا ہوں کہ حضور داتا صاحب کے مزار پر سنی اجتماع کی تاریخ کا اعلان کر دیا جائے۔ یہ مشائخ اور علماء' کسی اور سے توقع نہ کریں --- آج ہی ایک تاریخ کا اعلان کر دیں ---- اخبارات میں اشتہار دے دیں ---- اشتہار میں تمام قائدین کے نام درج کردیں ---- اور لکھ دیں کہ فلاں تاریخ کو اتنے بجے حضور داتا صاحب کے مزار کے سائے تلے اتحاد اہل سنت کے عملی اقدام اور اعلان کے لئے اجتماع ہوگا ---- فقط ہر کوئی غیروں کو چھوڑ کر آئے ---- اور پھر جو اتحاد سے انکار کردے اسے گولی ماری جائے۔

وما علینا الا البلاغ

حواشی

(۱) ترمذی جلد دوم مکتبہ رحیمیہ دیوبند ص ۱۶۱

(۲) امام جلال الدین سیوطی : خصائص کبریٰ جلد دوم' قاضی عیاض : کتاب الشفا جلد اول مکتبہ نعیمہ لاہور ص ۱۱۸

(۳) حافظ ابو نعیم : دلائل النبوۃ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ص ۱۳۸

(۴) ترجمہ : اور وہ سب سے اونچے کنارے پر تھا۔" النجم ۷

(۵) ترجمہ : "پھر وہ قریب ہوا' اور قریب ہوا۔" ایضاً : ۸

(۶) ترجمہ : "یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔" ایضاً : ۹

(۷) ترجمہ : "بلکہ اس سے بھی کم۔" ایضاً

(۸) ایضاً

(۹) سید سلیمان ندوی : خطبات مدراس' مکتبہ اشرق آرام باغ کراچی ص ۱۰۳

(۱۰) ھود : ۴۹

(۱۱) کہف : ۱۱۰

(۱۲) مریم : ۸۷

(۱۳) البقرہ : ۲۵۵

(۱۴) اسراء : ۷۹

(۱۵) الضحیٰ : ۵

(۱۶) الزخرف : ۶۸

(۱۷) الانفال : ۳۴

(۱۸) ھود : ۲۷

(۱۹) المومنون : ۳۳

(۲۰) التوبہ : ۳۰

(۲۱) النساء : ۱۴۲

(۲۲) امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی : زرقانی علی المواہب جلد چہارم ص ۲۳۰' رشید احمد گنگوہی : امداد السلوک ص ۱۵۶

(۲۳) نور بخش توکلی : سیرت رسول عربی' تاج کمپنی لاہور ص ۴۳۱

(۲۴) صحیح بخاری جلد اول ص ۲۶۴' صحیح مسلم جلد دوم ۲۵۷

(۲۵) مشکوۃ المصابیح : اصح المطابع کراچی ص ۵۳۸

(۲۶) ایضاً ص ۵۳۲' مسلم جلد دوم ص ۱۷۸' بخاری جلد دوم ص ۸۹-۵۸۸

(۲۷) الفرقان : ۷

(۲۸) مشکوۃ ص ۵۱۷، الدارمی جلد اول مطبوعہ مصر ص ۴۶

(۲۹) مریم : ۴۱ (۳۰) ایضاً : ۵۱

(۳۱) ایضاً : ۵۵ (۳۲) ایضاً : ۵۶-۵۷

(۳۳) الانعام : ۸۶ (۳۴) الانبیاء : ۱۰۷

(۳۵) مولانا حسن رضا خان : ذوق نعت (۳۶) البقرہ : ۲۵۳

(۳۷) اسراء : ۵۵ (۳۸) ایضاً : ۲۱

(۳۹) امام محمد المہدی الفاسی : مطالع المسرات، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصلہ آباد ص ۱۲۹

(۴۰) الفتح : ۱۰ (۱) سیرت رسول عربی ص ۱۳۳

(۴۲) مولانا عبد الرحمٰن جامی : شواہد النبوۃ مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۱۴

(۴۳) الانفال : ۱۷ (۴۴) التوبہ : ۸۴

(۴۵) الانفال : ۳۳

(۴۶) ترجمہ : آپ کہئے میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں ہوں اور میں از خود نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ۔ (الاحقاف : ۹)

(۴۷) ترجمہ : آپ کہئے میں اپنے آپ کے لئے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ بجز اس کے، جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں تعلیم الٰہی کے بغیر از خود غیب جان لیتا تو خود ہی خیر میں سے بہت جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ (الاعراف : ۱۸۸)

(۴۸) البلد : ۱-۲ (۴۹) الشفاء جز و اول ص ۱۳

(۵۰) انساء : ۸۰ (۵۱) آل عمران : ۳۱

(۵۲) النجم : ۳-۴ (۵۳) الحجرات : ۱

(۵۴) التوبہ : ۳ (۵۵) ایضاً : ۱

(۵۶) ایضاً : ۷۴

(۵۷) ترجمہ : عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔ (ایضاً : ۷۴)

(۵۸) المائدہ : ۳۳ (۵۹) التوبہ : ۲۹

(۶۰) النساء : ۱۴ (۶۱) صحیح بخاری جلد اول

(۶۲) النساء : ۶۴ (۶۳) التوبہ : ۶۲

(۶۴) علامہ ابن تیمیہ : الصارم المسلول، مکتبہ تاج، طنطا، مصر ص ۱۱۰

(۶۵) امام جلال الدین سیوطی : خصائص کبریٰ جلد دوم ص ۸۲

(۶۶) امام احمد رضا خان بریلوی : حدائق بخشش مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ص ۱۴۴

(۶۷) صحیح بخاری جلد اول ص ۹۳-۹۴

(۶۸) الفتح : ۲۹ (۶۹) البقرہ : ۱۴۴

(۷۰) الصارم المسلول ص ۱۱۰

(۷۱) یہ بات سید اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" میں لکھی۔ اصل عبارت حسب ذیل ہے۔ "بمقتضائے ظلمت بعضہا فوق بعض۔" زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے (استغفراللہ - صابر) کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی، جو نماز میں ملحوظ ہو، وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔"

(سید محمد اسماعیل شہید : صراط مستقیم (اردو) کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ص ۹۷)